

عصر حاضر کے جدید تقاضوں میں دعوتِ دین کی مؤثر حکمت عملی: ایک تحقیقی مطالعہ

Effective Strategy Regarding Preaching of Religion in Modern Requirements of contemporary era: A Research Study

*Dr. Syed Muhammad Tahir Shah

ABSTRACT

Islam is a Dīn of nature and a universal, everlasting and complete code of life. Prophet Muhammad (Peace Be upon Him), is the last Prophet of God. That's why Islam emphasizes to convey and preach its noble teachings to others as an obligatory duty of its followers. Due to the universality and eternal status of Islam, It is also mandatory to adopt universal, modern and latest means and methods for its preaching which are according to the needs of the age. Some practical steps according to the modern age and requirements are to be adopted as an effective strategy for preaching of Islam in this era.

This article focuses on these strategies in the light of Islamic teachings and the thoughts of Muslim scholars, so that new generations can be addressed and preached according to their nature, requirements, needs and modern trends effectively. Some ethics of using these modern sources and latest means of communications are also mentioned in this research paper.

Keywords: universal, eternal, modern, latest means, strategy, preaching, era

تعارف

اسلام دین فطرت اور ایک عالمگیر، دائمی اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام انسانیت کی دنیا و آخرت کی بھلائی اور خیر خواہی کا داعی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بھلائی کے پیغام کو قیامت تک تمام بنی نوع انسان و جن تک پہنچانے کے لیے سلسلہ انبیاء و رسل جاری فرمایا اور ان کے آخر میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو یہ ذمہ داری سونپ کر پوری انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا۔ دین اسلام اپنی دعوت کو قبول کرنے والوں کو آپ ﷺ کے بعد خود غرضی اختیار کرنے کی بجائے دوسروں کی بھلائی کی بھی ترغیب دیتا ہے چنانچہ اس مقصد کے لیے اس فوز و فلاح کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ اپنے ماننے والوں پر عائد کرتا ہے تاکہ خیر خواہی کا یہ سلسلہ وسعت سے ہر دور میں ہمیشہ جاری و ساری رہے اور معاشرے کا ہر فرد اس سرچشمہ ہدایت و سلامتی سے سیراب ہوتا رہے۔ آپ ﷺ کی نبوت و دعوت کی دائمی اور عالمگیر حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس دعوت کے ابلاغ کے لیے ذرائع بھی عالمگیر، جدید اور ہر دور کے مطابق ہوں تاکہ دعوت کو کما حقہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ زیر نظر مضمون میں دعوت کے اسی پہلو پر تفصیلی اور مدلل روشنی ڈالی گئی ہے۔

* Assistant Professor Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College Satellite Town Rawalpindi.

عصر حاضر کے جدید تقاضوں میں دعوت دین کی مؤثر حکمت عملی

اسلام عالمگیر اور آخری دین ہونے کے ناطے اپنے پیروکاروں کو دوسروں کی کامیابی، بھلائی اور خیر خواہی کے لیے دعوت دینے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ ہر دور کی ضروریات دعوت اور اس کے مطابق دعوتی وسائل نیز مؤثر دعوتی حکمت عملی کو اختیار کرنے کی تعلیم بھی دیتا ہے اور اس کے لیے اصول و ضوابط بھی فراہم کرتا ہے تاکہ ان اصولوں کی روشنی میں اس کار خیر کو سرانجام دیا جائے اور اس کے زیادہ بہتر ثمرات سے مستفید ہوا جائے۔ چونکہ حالات و زمانہ تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر شعبے کے ذرائع اور وسائل بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں جنہیں اختیار کرنا وقت کا تقاضا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر دور کے حالات کے مطابق دعوتی حکمت عملی بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے اور اس کے لیے جدید ذرائع کو استعمال کرنا وقت کی ضرورت بن جاتی ہے۔ ذیل میں دعوت کے اسی پہلو کو واضح کیا جاتا ہے۔

۱۔ اسلام کی دائمی اور عالمگیر دعوت اور اس کے تقاضے

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی دارین کی فوز و فلاح کے لیے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا اور اس کے پیغام کو پوری دنیا کے مختلف علاقوں اور خطوں میں پہنچانے کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی ذمہ داری لگائی۔ ان کے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو ختم نبوت کا اعزاز سونپتے ہوئے قیامت تک کے لیے اور سارے عالم کے لیے نبوت و رسالت کی ذمہ داری تفویض کر دی اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان کروایا:

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا"^۱

”یعنی اے رسول ﷺ ان سے فرمادیں کہ ”اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔“

رسالت کی اس وسعت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی یہ ذمہ داری بھی لگائی:

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ"^۲ یعنی ”اے پیغمبر ﷺ (جو حکم آپ کو اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو علی الاعلان سنادیں۔“

اور مزید فرمایا: فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ"^۳

یعنی ”اے پیغمبر ﷺ آپ کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ واضح طریقے پر پیغام پہنچا دو۔“

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس طرح کے فرامین پر عمل پیرا ہونے میں خود بھی کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا اور اپنے دور کے تمام میسر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے دعوت کا فریضہ سرانجام دیا اور امت سے اس کے پہنچا دینے کی گواہی بھی لی اور اس کے بعد اپنی امت کو بھی یہ دعوت و تبلیغ والا فریضہ قیامت تک کے لیے سونپ دیا اور فرمایا:

فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ"^۴

یعنی ”جو موجود ہیں وہ پیغام اسلام کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔“

اس طرح امت کو بعد کے لوگوں کو دعوت دینے کا ایک عمومی حکم ارشاد فرمادیا کیونکہ اسلام کا پیغام ایک دائمی اور ابدی پیغام ہے اور اسی لیے یہ ہر زمانے کے لیے مؤثر بھی ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اسلام اور اس کے پیغام کی ہر زمانے میں مؤثر ہونے کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ”دین اسلام کی بنیاد اگرچہ ابدی عقائد اور حقائق پر ہے مگر وہ زندگی سے پر ہے اور حرکت اس کی رگ و پے میں بھری ہوئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ

صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ہر حال میں دنیا کی راہنمائی کر سکے اور ہر منزل میں تغیر پذیر انسانیت کا ساتھ دے سکے۔ وہ کسی خاص عہد کی تہذیب یا کسی خاص دور کا فن تعمیر نہیں ہے جو اس دور کی یادگاروں کے اندر محفوظ ہو اور اپنی زندگی کھوپکا ہو بلکہ ایک زندہ دین ہے جو علیم و حکیم صانع کی صنعت کا بہترین نمونہ ہے۔^۵

الف۔ دعوت کے جدید ذرائع اور اسوہ رسول اکرم ﷺ

اب چونکہ آپ ﷺ کی رسالت کے بارے میں تمام انسانیت کے لفظ میں اور آخری ہونے کے ناطے بہت زیادہ وسعت اور دوام موجود تھا اس لیے اس وسیع پیمانے پر اور آنے والے ہر دور کے مخاطبین تک آپ ﷺ کی دعوت پہنچانے کے لیے لامحالہ ذرائع بھی وسیع اور ہر دور سے مطابقت رکھنے والے درکار تھے۔ آپ ﷺ نے ان دستیاب ذرائع کو ممکنہ طور پر خود بھی اختیار فرمایا اور آپ ﷺ کا یہی عمل امت کے لیے بھی اسوہ حسنہ بن کر قابل تقلید بن گیا۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ نے اپنی پہلی دعوت کے لیے مشرکین مکہ کے اس پلیٹ فارم کو صفا کو استعمال فرمایا جسے وہ اطلاع دینے کا اپنے دور کا تیز رفتار ترین ذریعہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح میلوں، جیسا کہ عکاظ کے میلے، میں جا کر دعوت دینا بھی وقت کے جدید انداز دعوت کو اختیار کرنے کی غمازی کرتا ہے حالانکہ وہ میلے ان لوگوں کی عیاشی، مستی، شراب و کباب اور بے حیائی کا مرکز ہوتے تھے اور یہ چیزیں کسی صورت میں بھی آپ ﷺ کو پسند نہیں تھیں لیکن آپ ﷺ نے دعوت کے لیے انہیں بھی نظر انداز کیا اور دعوت و اصلاح پر توجہ مرکوز رکھی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حکمرانوں اور سلاطین کو دعوت اسلام دینے کے لیے اس وقت کے رائج دستور کے مطابق خطوط کو جدید ذریعہ کے طور پر استعمال کیا اور جہاں تک ممکن ہو سکا آپ ﷺ نے انہیں پہنچانے کا بندوبست بھی کیا۔

۲۔ دورِ حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کا دعوتِ دین میں استعمال

اسلام کی عالمگیریت اور دوام کا تقاضا ہے کہ اس کے پیغام کو پوری دنیا کے انسانوں تک پہنچانے کے لیے ہر ممکن اور جدید ذریعہ کو استعمال کیا جائے۔ چونکہ دورِ حاضر میں ایسے ذرائع ایجاد ہو گئے ہیں جن کے ذریعے دور دراز کے ممالک اور ہر مذہب کے افراد تک دعوت اسلام کو پہنچایا جاسکتا ہے اس لیے ان ذرائع کو استعمال کر کے اسلام کا پیغام ان لوگوں تک بھی بآسانی پہنچایا جاسکتا ہے جن تک ابھی تک یہ پیغام نہیں پہنچ سکا تھا۔ ذیل میں ان ذرائع اور ان کے استعمال کے بارے میں بعض غلط فہمیوں کے بارے میں کچھ تفصیلاً تحریر کیا جاتا ہے۔

الف۔ جدید سائنسی ایجادات کی قرآنی پیشینگوئی

سائنسی ایجادات اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل و فہم اور علم و جستجو کا عملی اظہار ہے اور اللہ ہی کی نعمتوں کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اکتشافات اور انقلابات کی پیشین گوئی قرآن مجید میں فرمادی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"سَنُرِيهِمْ آيَاتَنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ"

"یعنی عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل

جائے کہ حق یہی ہے۔"

قرآن مجید کا ایک اعجاز سائنسی پیش گویاں بھی ہے۔ ڈاکٹر سعید بن علی القحطانی اس آیت کو قرآن مجید کا سائنسی اعجاز قرار دیتے ہیں اور اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"چنانچہ لوگوں نے اللہ کی نشانیوں کو آفاق عالم میں نہایت دقیق اور محیر العقول آلات اور مشینوں کی شکل میں دیکھا۔ جیسے ہوائی جہاز، زمین دوز کشتیاں اور اس کے علاوہ دیگر جدید آلات و وسائل جسے انسان نے عصر حاضر میں دیکھا اور اس کا مالک ہوا"۔^۷

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ دور جدید کی ایجادات دراصل اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہی ہیں لہذا انہیں دعوت میں استعمال کرنا گویا اللہ کی نشانیاں کو اللہ کے پیغام کی ترسیل و تبلیغ میں استعمال کرنے کے مترادف ہے۔

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے بارے میں نامور محقق عالم دین مولانا تقی امینیؒ لکھتے ہیں: یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، دنیا کی کوئی قوم اس سے صرف نظر نہیں کر سکتی اور جو اخلاقی تنظیم کے ساتھ اس کی صلاحیت پیدا کرے گی وہی موجودہ دنیا کی قیادت و سیادت کی مستحق ہو گی۔ اسلام (اپنی ہدایات و تعلیمات کے نتیجہ میں) قیادت و سیادت کے لیے ہی آیا ہے۔^۸

ب۔ جدید ذرائع ابلاغ کے دعوت میں استعمال کی شرعی حیثیت و ضرورت

جدید ذرائع ابلاغ میں چونکہ تصاویر اور ویڈیوز وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے اس لیے بعض حلقوں نے ابھی تک یہ موقف اپنا رکھا ہے کہ ان وسائل کا دعوت دین کے لیے استعمال درست نہیں ہے۔ حالانکہ جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا وغیرہ جیسے وسائل کو صحیونی سازش، بے برکتی کے ذرائع، مغربی تہذیب و تمدن کے فروغ کے آلات، ناجائز اور شیطانی کھلونے وغیرہ قرار دے کر ان سے راہ فرار اختیار کرنا اور اجتناب کرنا، دراصل اس پورے میدان کو خالی اور نوجوان نسل کو حالات کے رحم و کرم پر اور بے یار و مددگار چھوڑنے کے مترادف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان ذرائع کا استعمال کسی طرح بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے بلکہ تبلیغ دین کے لیے عصر حاضر کے بہترین اور جدید ذرائع و وسائل ابلاغ جن کے استعمال میں کوئی شرعی یا اخلاقی قباحت نہ ہو اشد ضروری ہے بلکہ ضروریات دین میں شامل ہو چکا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ صرف پرانے ذرائع اور طریقہ ہائے دعوت پر اکتفا کرنے پر تنقید کرتے ہوئے اور جدید ذرائع کو اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے تبلیغ کے جو طریقے اختیار کیے وہ ان کے زمانوں کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ اور ترقی یافتہ طریقے تھے۔ اور یہ طریقے حالات کے تغیر اور تمدنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ بدلتے بھی رہے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معاملہ میں کسی ایک ہی طریق پر اصرار صحیح نہیں ہے بلکہ داعیان حق کو چاہیے کہ تبلیغ و تعلیم کے لیے وہ ہر زمانہ میں وہ طریقے اختیار کریں جو اس زمانہ میں پیدا ہو چکے ہوں اور جن کو اختیار کر کے وہ اپنی کوششوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنا سکتے ہوں"۔^۹

دعوت کے لیے انواع و اقسام طریقوں کو استعمال کرنے کے بارے میں مفتی خالد سیف اللہ قاسمیؒ لکھتے ہیں: "دین سیکھنے سکھانے اور تعلیم و تعلم کے طریقے بھی بہت سے ہیں اور دعوت و تبلیغ کے طریقے بھی بہت سے ہیں۔ اپنے حالات اور مصلحت کو دیکھ کر ماحول کے مطابق جس طریقہ کو زیادہ نفع بخش سمجھا جائے اختیار کیا جاسکتا ہے۔ مگر وہ طریقہ سب پر لازم اور ضروری نہ ہو گا اور اس میں نہ لگنے والوں پر شرعاً کوئی الزام بھی نہ ہو گا"۔^{۱۰}

مولانا تقی امینیؒ عصر حاضر سے مطابقت پیدا کرنے اور اس کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "رو بصحت ہو کر مسلم قوم نے جس نئی دنیا میں قدم رکھا ہے اگر اس میں رہنا اور چلنا ہے (اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے) تو اس کے احساسات و خیالات کو سمجھنا ضروری ہے اور تقاضوں اور مطالبوں کو قبول کرنا ناگزیر ہے۔ حصول مصالح اور دفع مضرت کی بہت سی شاہراہیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ صنعت و حرمت کی وسیع پیمانے پر تنظیم ہو گئی ہے اور تجارت وغیرہ کی نئے انداز میں تشکیل ہو چکی ہے۔ بات صرف حاجت اور ضرورت پر نہیں ختم ہوتی بلکہ جلب منفعت اور دفع مضرت کا سوال ہے اور زندہ رہنے کے لیے زندگی کے موجودہ سروسامان سے آراستہ ہونے کا معاملہ ہے۔" "بعض علماء نے تو اپنے زمانے کے علوم اور تقاضوں سے ناواقفیت کو جہالت سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام نے فرمایا: "من جہل بأهل زمانه فهو جاہل" یعنی جو آدمی اپنے اہل زمانہ کے طرز زندگی، ان کی معاشرت، جدید ذرائع اور مزاج و مذاق سے واقف نہ ہو تو وہ جاہل ہے۔

ان تصریحات کی روشنی میں ضرورت اس امر کی ہے کہ دعوتی عمل سے متعلق مسائل میں اہل علم حالات و زمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروری اجتہاد کریں اور بعض ایسے جدید ذرائع جنہیں کبھی ناجائز اور ممنوع سمجھا جاتا تھا اور بعض حلقوں میں ابھی بھی ناجائز سمجھا جاتا ہے، کو باضابطہ طور پر دعوتی ذرائع قرار دیں تاکہ جن حلقوں میں ابھی تک ان کے استعمال میں ہچکچاہٹ ہے وہ دور ہو جائے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ تبلیغ کوئی جامد طریقہ نہیں ہے بلکہ انسان کی علمی و ذہنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں اور ترقیاں ہوتی رہی ہیں۔ اس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ سائنس اور تمدن کی ترقی سے انسان کے وسائل کار اور ذرائع معلومات میں جو اضافے ہوئے ہیں ان سے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا حق داعیان حق کو ہے۔^{۱۳}

اس کے عملی مظاہرے کے طور پر عصر حاضر کے ان جدید ذرائع ابلاغ، جیسا کہ انٹرنیٹ، سیٹلائٹ ٹی وی چینلز، ویب سائٹس، سوشل میڈیا، بلاگنگ، آڈیو، ویڈیو، آن لائن کانفرنسز، آن لائن جرنلز و جرائد وغیرہ، کو دعوت دین کے لیے بلا تردد منظم اور باضابطہ طور پر اداروں کی سرپرستی میں استعمال کیا جائے۔

ج۔ جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کی حدود و قیود

دعوت دین کے لیے ان ذرائع کے استعمال کا یہ مطلب بھی ہر گز نہیں ہے کہ ان کو مناسب حدود و قیود کے بغیر ہی استعمال کیا جانے لگے۔ بلکہ یہ لازم ہے کہ ان کو اخلاقی و قانونی دائرے میں لا کر اور ان میں موجود قباحتوں کو دور کر کے دعوتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس کی ایک عمدہ مثال نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے یہ ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو اپنی بات کی طرف متوجہ کرنے اور دعوت کے لیے جو پکارا تھا اس کی اصل شکل عرب جاہلیت میں یہ تھی کہ خطرہ کی شدت کا اظہار کرنے کے لیے نعرہ لگانے اور بلانے والا اس عمل کے دوران اپنے سارے کپڑے اتار کر ننگا ہو جایا کرتا تھا جسے عربی زبان میں "نذیر عریاں" کہتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے لوگوں کو چوکنا کرنے کا وہ ہی طریقہ اختیار فرمایا جو ایک نذیر عریاں کا ہوتا تھا لیکن برہنگی چونکہ سخت قسم کی بے حیائی اور بد اخلاقی تھی اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس برائی سے اس طریقہ کو پاک کر لیا اور امت کے لیے یہ اسوہ حسنہ چھوڑ دیا کہ ایسے طریقوں کو برائیوں سے پاک کر کے ان کو مقصد حق کے لیے استعمال کیا جائے۔^{۱۴} اس مثال کی روشنی میں موجودہ ذرائع ابلاغ میں موجود برائیوں اور خرابیوں کو دور کر کے اور ان سے بچتے ہوئے ان کو دعوت میں استعمال کرنے کی تعلیم ملتی ہے اس لیے اس احتیاط کو اختیار کر لینا داعیین کے لیے لازم ہو گا۔

اسی طرح ان ذرائع کو دعوت دین میں استعمال کرنے میں یہ امر ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان وسائل کو دینی کاموں میں اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے اور ان کے استعمال سے دعوت کے وقار اور احترام کو کسی صورت میں نقصان نہ پہنچنے پائے۔ نیز ان ذرائع کے استعمال میں اس بات کا خیال داعی کو رکھنا ہے کہ وہ اپنی دعوت پیش کرنے کے لئے ان میں سے کس ذریعے کو کب اور کہاں استعمال کرے گا۔ عمومی طور پر اس کا انحصار اس کی دعوتی ترجیحات و مقاصد، مخاطبین کی تعداد اور نفسیات اور ذہنی سطح، وسائل و ذرائع کی دستیابی اور دعوتی پیغام کی نوعیت و وسعت پر ہے۔

د۔ جدید ذرائع ابلاغ کو دعوتی مقاصد میں استعمال کرنے کی ممکنہ صورتیں

عصر حاضر جدید سائنس و ٹیکنالوجی اور ایجادات میں ترقی کی بلند ترین سطح پر پہنچ چکا ہے اور ہر آنے والے دن میں اس ترقی و جدت میں مزید اضافہ اور بڑھوتری ہو رہی ہے۔ اس لیے ایک تو یہ ہے کہ اب تک کی ایجادات کی حد تک ان کے دعوت میں استعمال کی ممکنہ صورتوں کے بارے میں جائزہ لینا ہے۔

دوسرا یہ کہ جدید ذرائع ابلاغ کی صورت میں دستیاب وسائل اور میسر سہولتوں پر کسی خاص طبقہ کی اجارہ داری نہیں ہے بلکہ اس میں سب لوگوں کا آزادانہ حصہ اور کردار ہے۔ ان سے اچھے اور برے اور خیر و شر کے لشکروں میں سے جس سے جتنا ہو سکتا ہے اتنا اس سے حاصل کر سکتا ہے۔ اس لیے ایک ایسے وقت میں جب ان وسائل و ذرائع کو اختیار کرتے ہوئے نئی نسل کو بے دینی، بے راہروی، بے حیائی، فحاشی اور دہریت کے رستے پر ڈالا جا رہا ہے اور اسے تفریح اور آزادی کے خوشناموں سے زہر ہلاہل پلائی جا رہی ہے، بحیثیت مسلمان اور داعی ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی ان جدید ذرائع سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو استعمال کر کے اس بے راہروی کے سیلاب کو روک لیں اور انسانیت کو راہ حق، حیا، اخلاقیات، عظیم اسلامی معاشرتی اقدار، اسلامی عقائد و اعمال اور فوز و فلاح کے راستے سے روشناس کروانے کے لیے اس قسم کے جدید وسائل و انداز کو اختیار کریں۔

ان ذرائع کے استعمال کی چند ایک ممکنہ صورتیں ذیل میں چند نکات کی شکل میں واضح کی جاتی ہیں۔

۱۔ انٹرنیٹ نے ساری دنیا کو ایک کلک کی دوری پر لاکھڑا کیا ہے۔ اس پر ایسی ویب سائٹس کا قیام کیا جاسکتا ہے جن میں ہر عمر کے افراد جیسے بچوں، جوانوں اور بڑوں کے لیے مستند اور صحیح ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے دین اسلام کی تعلیمات، تاریخ اسلام اور سیرت النبی ﷺ کو واضح کیا جائے۔ دین اسلام کے محاسن اور اس میں انسانی حقوق کی اعلیٰ ترین تعلیمات و مثالوں، میانہ روی، اعتدال اور امن پسندی جیسی اعلیٰ صفات کو نہایت اچھے اسلوب کے ساتھ تحریری اور تقریری انداز سے سمجھایا جائے۔ تاکہ نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی اسلام کی روشن تعلیمات سے روشناس ہوں اور ان کے دلوں سے اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلے پروپیگنڈہ سے باز آجائیں۔ اگرچہ اس طرح کی کچھ سائٹس موجود ہیں لیکن باطل کی یلغار کے سامنے ان کی تعداد ابھی بہت کم ہے۔ ان کو بنانے کے بعد ان سائٹس کے لنک کو زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچانے کا بندوبست بھی بہت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ مختلف جامعات اور تحقیقی اداروں کی ویب سائٹس پر شائع ہونے والے اسلامی جرنلز میں چونکہ محققین کے لکھے گئے معیاری اور تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں اس لیے ان جرنلز کے لنکس کو پڑھ لکھے طبقوں تک پہنچانا اور دنیا کے دیگر مذاہب کے حلقوں تک پہنچانا اور ان کی اشاعت کرنا دعوت دین کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

۲۔ آن لائن تعلیم و تعلم، کانفرنسز، اور دعوتی لیکچرز دعوت دین کے عمل میں بہت معاون ہو سکتے ہیں۔ حالیہ عالمی وبا کو دنیا کی وجہ سے اس رجحان میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے اور اس کے لیے نئے نئے سافٹ وئرز بھی دستیاب ہو گئے ہیں۔ اس لیے آج کل اس سے فائدہ اٹھانا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہو گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے نامور دینی اداروں کو آگے آنے کی ضرورت ہے جو مستند معلومات پر مبنی اور تحقیقی انداز میں کام کریں اور جن کے فورم سے یہ انداز اختیار کرتے ہوئے دعوتی سرگرمیاں سرانجام دی جائیں۔ دعوہ اکیڈمی کی یہ کانفرنس اور اس طرح دیگر اداروں سے منعقد ہونے والی دیگر کانفرنسز کی افادیت بھی کئی گنا زیادہ ہو سکتی ہے اگر ان کانفرنسز کو بھی کسی چینل کے ذریعے آن لائن لائیو نشر کرنے کا بندوبست کر لیا جائے اور اس کے پیغام کو اہل علم کے لیے وسیع پیمانے پر پہنچانے کا کوئی انتظام کر لیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔

۳۔ سوشل میڈیا اور اس کے ذرائع ان گنت اور بے شمار ہو چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر کا استعمال انفرادی طور پر دعوت دین کے لیے تو کیا جا رہا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ذرائع کا استعمال اداروں کی سطح پر باقاعدہ کیا جائے اور ان سے جاری ہونے والی اسلامی تعلیمات و بیانات مستند، صحیح اور جامع ہوں۔ جیسا کہ اداروں اور ذمہ دار مستند دینی سکالرز اور افراد کی طرف سے یوٹیوب پر اسلامی تعلیمات اور دعوت کے ایسے مستند چینلز بنا کر انہیں دعوت اسلام میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح فیس بک، انسٹاگرام، ٹویٹر، واٹس ایپ اور ان جیسی بے شمار ایپس اور سافٹ وئرز کو دعوت دین کے لیے ذمہ دار اداروں کی سطح پر تحریری، تقریری، سمعی و بصری انداز سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ادارے اور دینی سکالرز کی تو محض محدود سی تعداد اس میدان میں مصروف نظر آتی ہے البتہ ان پڑھ، جاہل اور غیر متعلقہ افراد کی طرف سے صرف پیسے کمانے کے لیے دین کی تعلیمات کے نام پر ایسے چینلز کی بھرمار ہے جو اللہ دین سے متنفر کرنے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ اہل علم سے اس طرف توجہ کی بھرپور توقع کی جاتی ہے۔

۴۔ ٹیلی ویژن کے سیٹلائٹ ڈیجیٹل چینلز جو کہ اب انٹرنیٹ کی بدولت موبائل، کمپیوٹر وغیرہ پر بھی بآسانی دیکھے اور سنے جاتے ہیں دعوت کے لیے انتہائی مؤثر ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ان فضائی چینلز کے قیام پر لاگت زیادہ آتی ہے جو ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتی لیکن اگر ان کا قیام دینی اداروں یا ڈیپارٹمنٹس کی سطح پر کیا جائے تو یہ کافی حد تک ممکن اور زیادہ مفید ہو سکتے ہیں۔ ان پر براہ راست دینی مجالس و کانفرنسز کی نشریات، مختلف موضوعاتی پروگرامات، مذاکرے، دعوتی لیکچرز، تحقیقی سیمینارز، ڈاکیومنٹریز، تصویری نمائشیں، تاریخی اسلامی واقعات پر مبنی فلمیں اور ڈرامے نشر کیے جاسکتے ہیں جو کہ اسلامی تشخص اور تعلیمات کو اجاگر کرنے کا ایک بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں۔

۵۔ جدید ایجادات میں سے کچھ ابتدائی ایجاد شدہ چیزیں جیسا کہ ریڈیو، ٹی۔وی وغیرہ اور موبائل فون پر ایس۔ایم۔ایس کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس دور میں بھی دنیا کے بیشتر حصوں میں انٹرنیٹ کی سہولت میسر نہیں ہے وہاں تک کہ لوگوں تک پیغام اسلام پہنچانے کے لیے انہی ذرائع کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

الغرض یہ چند ممکنہ استعمالات ذکر کر دیے گئے ہیں اگرچہ ان کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہو چکا ہے۔ داعیین اسلام حالات و واقعات، ضرورت و اہمیت اور دستیابی وسائل کے پیش نظر ان ذرائع کے استعمال میں حسب ضرورت اپنے ترجیحی طریقہ ہائے کار کو اختیار کر سکتے ہیں۔

۳۔ نسل نو کے جدید رجحانات و ضروریات کا دعوت دین میں لحاظ

جدید ایجادات کے دعوت میں استعمال کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں نسل نو کے جدید رجحانات و ضروریات کا دعوت دین میں لحاظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ ذیل میں اس پہلو کو چند نکات کی صورت میں واضح کیا جاتا ہے۔

الف۔ نسل نو کی ترجیحات، مصروفیات، معمولات اور مزاج کے مطابق دعوت

اسلام نے یہ ارشاد مبارکہ:

"ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ" ۱۵

"یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے دعوت دو۔"

ارشاد فرما کر دعوت میں جو حکمت کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے یہ حکمت ہر دور کے مدعوین کے زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی متقاضی ہے اور ہر دور کے لیے حکمت میں اس دور کے طور طریقے اور ذرائع کا استعمال بھی شامل ہے۔ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں بھی یہ ضروری ہے کہ آج کی نوجوان نسل کی موجودہ دور کی ترجیحات، مصروفیات، معمولات اور مزاج کے مطابق ان کو دعوت دی جائے کیونکہ نسل نو کی یہ تمام چیزیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ بدل چکے ہیں۔ اس لیے ان کے مطابق ان کو دعوت دینا حکمت و دانائی کا تقاضا ہے۔ کیونکہ دعوت سے اصل مقصود تو کسی طرح مخاطبین تک پیغام حق پہنچانا اور انہیں راہ راست پر لانا ہوتا ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے بہت زیادہ قیمتی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارکہ ہے:

"فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ" ۱۶

"یعنی اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعے ایک بھی شخص ہدایت پا جائے تو یہ چیز تمہارے لیے سرخ اونٹ سے بہتر ہے۔"

گویا کہ اصل مقصد مدعوین کو راہ راست پر لانا ہے اس لیے ان کی مصروفیات اور رجحانات کو ملحوظ رکھ کر دعوت دینا زیادہ مؤثر ہو گا۔ مثال کے طور پر آج کا نوجوان جو کہ سکرین سے بہت زیادہ وابستہ ہو چکا ہے، کو دعوت دینے کے لیے اوقات کا تعین، جدید زبان و اصطلاحات کا استعمال اور اس کی وابستگیوں ہی کے ذریعے اس تک پیغام دعوت کو پہنچانے جیسے اقدامات مطلوب ہیں۔ دنیا کے دیگر ممالک اور مختلف مذاہب کے حامل افراد کے ساتھ ان کی زبان میں مختلف رائج ذرائع سے چیٹنگ، بات چیت، دعوت، اعتراضات کا جواب اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں آگاہی فراہم کی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے دعوت دینے والے افراد کے لیے بھی ان جدید ذرائع سے آگاہی، دیگر زبانوں سے آگاہی اور جدید اصطلاحات سے روشناس ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔

ب۔ نسل نو کو جدید کاروباری طریقوں، ذرائع آمدن اور اخلاقیات کے بارے راہنمائی

نسل نو نے جدید کاروباری طریقے اختیار کر کے اپنے ذرائع آمدن تلاش کر لیے ہیں اسی طرح عصر حاضر میں اکثر افراد انٹرنیٹ پر کاروبار کر کے اپنی معیشت کو اس سے وابستہ کر چکے ہیں۔ ایسے افراد کی ان ذرائع کے استعمال کے بارے میں بھی اسلامی اصولوں کے مطابق راہنمائی دعوت دین میں ہی شمار کی جائے گی۔ چنانچہ ان پر اسلامی طریقہ ہائے تجارت کی تعلیم و ترغیب، ظلم و استحصا سے اجتناب، ان ذرائع کی حلت و حرمت اور حدود و قیود وغیرہ کو واضح کرنا ضروری ہو گیا ہے نیز ان کے لیے رائج جدید تعبیرات و اصطلاحات کا فہم و استعمال

بھی دعوت میں کافی مؤثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح کے کثیر پہلو ہیں جن میں یہ حکمت عملی اختیار کی جاسکتی ہے۔

مولانا تقی امینیؒ ایک موقع پر لکھتے ہیں: "جو لوگ اسلام کو نظام حیات کی شکل دینے اور نشاۃ ثانیہ کی نوک پلک درست کرنے میں سرگرم عمل ہیں ان کو بہر صورت حالات کی نبض پر انگلی رکھے اور زمانہ کا تیور پہچانے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں نے مذہب کی راہنمائی میں حالات و زمانہ سے بے اعتنائی برتی اور زکوٰۃ و صدقات کے تفصیلی احکام بیان کر کے اسلام کے معاشی نظام سے فارغ ہو گئے تو ملت کو سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے گا جس کے اصل ذمہ دار یہ لوگ قرار پائیں گے"۔^{۱۷}

اس کے علاوہ جدید ذرائع کے استعمال کے بھی بہت سے آداب اور اخلاقیات ہیں جن کی دعوت نوجوان نسل کو دینا اہل علم کی ذمہ داری بنتی ہے۔ جیسا کہ ہیکنگ یا کسی کے اکاؤنٹ یا آئی ڈی سے مواد چرالینے یا کسی اور کو ان میں سے مختلف ذرائع سے تنگ کرنے یا جعلی ناموں سے اکاؤنٹ بنانے جیسے قبیح امور کی ممانعت بھی داعیین کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اسی طرح ان کو ان جدید ذرائع ابلاغ کا مفید اور مثبت استعمال سکھانا، معاشرے کیلئے اس قسم کے جدید ذرائع ابلاغ کی ضرورت و اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنا بھی معاشرے کے مؤثر دینی و مذہبی افراد و تنظیمات کی دعوتی اور دینی ذمہ داریوں اور فرائض میں شامل ہے۔

الغرض اپنے وقت کے حالات و ذرائع کے مطابق دعوت دین دینا دینی احکام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی ثابت ہے اور یہ دور حاضر میں دعوت دین کی بہترین اور مؤثر حکمت عملی ہو سکتی ہے کہ جدید دور کے جدید تقاضوں کو دعوت میں ملحوظ رکھا جائے اور جدید ذرائع ابلاغ کو جتنا ممکن ہو سکے استعمال کیا جائے نیز جدید مسائل کا حل اور نسل نو کے نئے نئے رجحانات کو ملحوظ رکھ کر دعوت دین کا کام کیا جائے۔

خلاصہ اور نتائج بحث

دین اسلام کی عالمگیر اور آخری و دائمی حیثیت کا تقاضا ہے کہ اس کے فروغ اور تبلیغ کے لیے اختیار کیے جانے والے ذرائع اور طریقے بھی ہر دور کے جدید تقاضوں کو پورا کرنے والے، جدید اور وسیع ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے نمونوں اور علماء امت کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان ذرائع میں موجود خرابیوں کو دور کر کے ان کا دعوت دین میں استعمال شریعت کے بالکل منافی نہیں ہے۔

مجملہ ان جدید ذرائع کے دور حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ بھی ہیں۔ جیسا کہ انٹرنیٹ، سیٹلائٹ ٹی۔وی چینلز، ویب سائٹس، سوشل میڈیا، بلاگنگ، آڈیو، ویڈیوز، آن لائن کانفرنسز، آن لائن جرنلز و جرائد وغیرہ۔ ان ذرائع کو دعوت دین کے لیے بلا تردد منظم اور باضابطہ طور پر اداروں کی سرپرستی میں اخلاق اور قانون کے دائرے میں لا کر حدود قیود کا خیال رکھتے ہوئے استعمال کیا جانا اور ان کے استعمال میں ان کی خرابیوں اور آلائشوں سے بچ کر مثبت اور مفید و نافع استعمال وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں انتہائی اہم بات یہ ہے کہ ان ذرائع کو دعوت کے عظیم مقصد کے لیے استعمال کرنے میں ان کے ممکنہ استعمالات تحقیقی اداروں اور جامعات، مستند شخصیات اور دینی اداروں کو کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ غیر مستند اور غیر معیاری سطح سے اس شعبے کو محفوظ رکھا جاسکے۔ چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دور حاضر میں دعوت دین کی یہ بہترین اور مؤثر حکمت عملی ہوگی کہ جدید دور کے جدید تقاضوں کو دعوت میں ملحوظ رکھا جائے اور جدید ذرائع ابلاغ کو جتنا ممکن ہو سکے استعمال کیا جائے اور اس عمل میں نسل نو کے نئے نئے رجحانات اور

تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر دعوت دین کا کام کیا جائے تاکہ دین کی اعلیٰ تعلیمات تمام انسانیت تک پہنچ جائیں اور یہ معاشرہ اعلیٰ اخلاقی و دینی اقدار اور امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔ وما توفیقی الا باللہ

حوالہ جات:

- ^۱۔ الاعراف: ۱۵۸
- ^۲۔ الحج: ۹۴
- ^۳۔ النحل: ۸۲
- ^۴۔ البخاری، امام محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، (دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ)، رقم الحدیث ۱۷۴۱
- ^۵۔ ندوی، ابوالحسن علی، مولانا، تاریخ دعوت و عزیمت، (کراچی، مجلس نشریات اسلام)، حصہ اول، ص ۱۷
- ^۶۔ فصلت: ۵۳
- ^۷۔ القحطانی، ڈاکٹر سعید بن علی، دعوت الی اللہ، کس کو اور کیسے؟ اردو ترجمہ ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ (بمبئی، انڈیا، ناشر صوبائی جمعیت الحدیث ۲۰۱۵ء) ص ۱۵۵
- ^۸۔ امینی، مولانا تقی، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب ۲۰۰۷ء) ص ۲۳۵
- ^۹۔ اصلاحی، امین احسن مولانا، دعوت دین اور اس کا طریق کار (لاہور، فاران فاؤنڈیشن ۲۰۱۴ء) ص ۸۹
- ^{۱۰}۔ قاسمی، مفتی خالد سیف اللہ، فضائل دعوت و تبلیغ، طبع اول (یو پی، انڈیا، مکتبہ شریفیہ گنگوہ، سہارنپور، ۲۰۱۱ء) ص ۱۳
- ^{۱۱}۔ امینی، مولانا تقی، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت، ص ۲۰
- ^{۱۲}۔ الشامی، ابن عابدین، السید محمد امین بن عمر، شرح عقود رسم المفتی (کراچی، مکتبۃ البشریٰ للطباعة والنشر ۲۰۰۹ء)، ص ۸۰
- ^{۱۳}۔ اصلاحی، نفس المصدر، ص ۸۰
- ^{۱۴}۔ اصلاحی، نفس المصدر، ص ۸۵، ۸۴
- ^{۱۵}۔ النحل: ۱۲۵
- ^{۱۶}۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ الخیبر، رقم الحدیث ۴۲۱۰
- ^{۱۷}۔ امینی، مولانا تقی، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت، ص ۲۱